جینے سے ہوتا ہے۔ تو اس کا تعلق کسی واقعہ سے نہیں ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ لِمَوْتِ اَحَدٍ کے ساتھ وَ لَا لِحَیٰوتِہٖ کا پیوند تقاضائے بلاغت کے عین مطابق ہے۔

پھر خطبہ کا جو دُوسرا حصّہ ہے، یعنی زنا سے ترہیب، تو ظاہر ہے کہ اس روز کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا تھا جس کے تحت حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا، بلکہ محض اس وجہ سے کہ اُس وقت دلوں میں خوفِ خدا کے جذبات مَوجزن تھے، آپؐ نے غیرت دلانا اور اس ملعون گناہ سے ڈرانا مناسب خیال فرمایا۔

اِسی طرح ایک مرتبہ حضورؐ نے اُمّت کو نصیحت فرمائی کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو اس طرح نہ مارے پیٹے جس طرح غلاموں کو مارا جاتا ہے کہ پھر دن کے آخر میں وُہ ہم بستری کے لئے اُس کا محتاج ہوگا۔ اَب اگر کوئی شخص یُوں سمجھ لیتا ہے کہ فی الواقع عہدِ رسالت میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو مارا پیٹا اور شبِ تاریک نے اپنی زُلفیں بکھیریں تو وُہ حقِّ زوجیّت وصُول کرنے کے لئے اُس کے پاس پہنچ گیا، تو ایسا سمجھنے والا بلاشبہ بڑا احمق اور نادان ہوگا۔ بات صرف اس قدر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے ہی بلیغ انداز میں مَردوں کو سمجھایا کہ عورت تو مرد کیلئے جنسی تسکین کا سامان ہے اور اس کا تقاضا تو یہ ہے کہ زوجین میں باہم اُلفت و محبّت ہو۔ جہاں اِس قسم کا تعلّق ہو وہاں تشدّد اور بے جا سختی کا کیا کام؟ ——

بعینہٖ جب زیرِ نظر واقعہ پیش آیا تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ اقدس پر بڑا اثر تھا۔ اُس روز آپؐ نے ظہر کی نماز غیر معمولی حد تک طویل فرمائی کہ لوگ تھک گئے (دیکھئے مُصنّف عبدالرزّاق)۔ عصر کے وقت آپؐ نے خطبہ دیا جو تقاضائے وقت کے بالکل مطابق تھا۔ اَب منقولہ بالا حدیث کا صحیح ترجمہ سُنیئے۔ اِرشاد فرمایا:

"کیا یہ بھی کوئی بات ہے کہ جب ہم جہاد فی سبیل اللہ کی غرض سے چلے جائیں تو کوئی آدمی پیچھے ہمارے اہل وعیال میں رہ جائے اور شہوت کے جوش میں بکرے کی طرح ممیاتا پھرے"... اھ

یہ ایک عام نصیحت ہے۔ نہ تو خود رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماعز کا نام لیا کہ وُہ ایسا کرتا تھا، نہ صحابی یا بعد کے کسی راوی نے بیان کیا ہے کہ حضورؐ نے یہ ارشاد ماعز کے حق میں فرمایا تھا بلکہ اس کے برعکس مُسندِ احمد میں حضرت ابوسعید خدری رضؓ ہی سے ایک روایت منقول ہے جس میں صراحتاً یہ بتایا گیا ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کو تنبیہ فرمائی جو حضرت ماعزؓ کے حق میں طعن وتشنیع کر رہے تھے۔ لیجئے آپ بھی یہ روایت پڑھ لیجئے:

(باقی آئندہ)

شیخ حبیب الرحمٰن بٹالوی

"اے کہ تیرے وجود پر خالق دو جہاں کو ناز"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی تشریف آوری سے پہلے پوری دنیا میں جور و جبر کا تسلط تھا، ہر طرف قیامت خیز فتنے برپا تھے۔ انسان درندوں کی سی زندگی بسر کرتا تھا کہ رحیم کو رحم آیا اور فرمانروائے کائنات پہلوئے آمنہ سے ہویدا ہوئے۔ بُت کدوں میں کہرام مچ گیا۔ آتش کدوں میں خاک اُڑنے لگی۔ مژدۂ ولادت سُنتے ہی سارا جہاں مسکرا اُٹھا۔ اور ہر طرف بہاریں ہی بہاریں، روشنیاں ہی روشنیاں نظر آنے لگیں ؎

کلمہ آپ کا سنگریزوں کو دیکھا جو پڑھتے ہوئے
پتھروں کو خُدا کہنے والوں کے لب پہ اذاں آ گئی
وقت کا قافلہ روشنی کے سفر پہ رواں ہوا
اپنے ہاتھ میں کھلتے ہوئے پھول لیکر خزاں آ گئی

ہادی اکبر، سرور و رہبر، بہتر و برتر صلی اللہ علیہ وسلّم ایک کامل انسان تھے۔ آپ صاحب شمشیر و نگین بھی تھے، گوشہ نشین بھی، شہنشاہِ کشور کشا بھی تھا۔ اور نمونۂ صدق و صفا بھی، علم و حلم، سخاوت و شجاعت، حکمت و عدالت، شفاعت و رحمت، فہم و ذکا، جود و سخا، بندہ نوازی، غریب پروری اور خلق و مروت کے پیکر تھے۔

اپنے تو اپنے غیروں نے بھی آپ کی عظمت کو تسلیم کیا ہے۔ باسمورتھ اسمتھ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی سوانح عمری لکھتے ہوئے رقمطراز ہے:

"جس طرح آپ مذہب کے پیشوا تھے۔ اسی طرح ایک حکومت کے سب سے بڑے مدبر بھی تھے اُن کے پاس باڈی گارڈز نہ تھے، کوئی قلعہ یا محل نہ تھا۔ تاہم اُن کے ہاتھ میں ساری قوت تھی"۔

مسٹر جان ڈیون پورٹ اپنی کتاب میں سوال کرتا ہے:

"کیا یہ خیال کرنا بھی ممکن ہے کہ ایسی ذات جس نے بچوں کے قتل کروانے کی رسم بد کو مٹایا ہو، شراب خوری اور جوئے سے نجات دلائی ہو۔ اور جس نے شادی کے لئے پاکیزہ سماجی آئین و قواعد بنائے ہوں۔ کیا ایسی ذات جو اِن اصلاحات کے لئے انتہا سے کوشاں رہی ہو، جھوٹی خیال کی جاسکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔"

ایک اور عیسائی مصنف لکھتا ہے کہ مسلمان اپنے رہبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس والہانہ انداز سے قدر کرتے ہیں، کہ آج بھی اگر کسی مسلمان کو کاغذ کا ایک پرزہ زمین پر پڑا ملے تو وہ اُسے اُٹھا کر کسی سوراخ میں ٹھونس دیتا ہے۔ مبادا اِس پُرزے پر اللہ محمدؐ کا نام ہو۔

فلپ کے حِتّی ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو اِن الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کرتا ہے:

" دنیا میں محمدؐ کے نام کے جتنے بچے ہیں، اُتنے کسی نام کے نہیں۔ ہماری دنیا میں ہر آٹھواں شخص محمدؐ کا پیرو ہے۔ تمام سطحِ ارضی پر دن بھر کے چوبیس گھنٹوں میں کسی نہ کسی جگہ اذان کی شکل میں اللہ کے ساتھ محمدؐ کا نام ضرور سُنائی دیتا ہے۔"

ہوگر تھ کہتا ہے: ——————

" یہ بات بہت اہم ہو یا بے حقیقت لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر آج بھی کروڑوں انسان نہایت پابندی سے عمل کرتے ہیں۔ جن شخصیتوں کو انسانی نسل کے کسی گروہ نے مکمل انسان تسلیم کیا ہے، ان میں کسی کی تقلید اتنی احتیاط سے نہیں ہوئی۔"

رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم اتنی عظیم ہستی ہونے کے باوجود آج کل کے پیران تسمہ پا یا بیورو کریٹس کی طرح اپنے رفقائے کار سے ہٹ کر رنگین جُبے قُبے یا شاندار دفاتر میں نہیں بیٹھتے تھے۔ بلکہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھُل مل کر اِس طرح بیٹھتے تھے کہ آنے والے اجنبی کو پوچھنا پڑتا تھا، "آپ میں سے محمدؐ کون ہیں؟" رہبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بعد جن کا سب سے بڑا رتبہ ہے۔ انہیں ملنے کے لئے کسی پرڈ کول کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ ہر ایک کی سُنتے تھے۔ اور سُننے کے بعد انصاف کے تقاضوں کے مطابق حق کو جاری فرماتے۔ دورخی ڈپلومیسی یا جسے آج کل سیاست کہا جاتا ہے اس کا آپ کی زندگی میں کہیں نشان نہیں ملتا۔ آپ کا دین واضح طور پر عملی ہے جو اپنے بانی کے عملی دماغ ہونے کا ثبوت دیتا ہے۔ آپ کی تعلیمات گم کردہ راہ انسانوں کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ ابدی، مستقل اور آفاقی ہیں۔ ایک محدود زمانے یا محدود لوگوں کے لئے

نہیں ۔ اس میں کوئی ناقابلِ قبول نصب العین نہیں ملتا ۔ دُنیا دی پیچیدگیاں اور الجھن نام کی اس میں کوئی چیز نہیں، کوئی صوفیا نہ رسُوم نہیں ۔ پادریوں، پنڈتوں اور پروہتوں کے اقتدار جیسی کسی گدی نشینی کا تصور نہیں جو کسی کو خصُوصی تقدس عطا کرے ۔ یا کسی کو وراثت میں ہی حاصل ہو ۔ آپ کے دین میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ نیک ہے ۔ چاہے وہ جھونپڑی میں رہنے والا مزدور ہی کیوں نہ ہو ۔ اور سب سے زیادہ معتوب وہ شخص ہے جو بدکردار و بدقماش ہے ۔ چاہے وہ بنگلے، کوٹھی میں رہنے والا بہت بڑا لیڈر، جاگیردار، صنعت کار یا آفیسر ہی کیوں نہ ہو ۔ ساقئ کوثر، شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق گھاس پھوس کی اُس جھونپڑی پر خدا کی رحمت کی بارش ہوتی ہے جس سے قرآن مجید کی تلاوت کی آواز آرہی ہو اور اس کوٹھی پر خُدا کی لعنت برستی ہے جس میں زنا، شراب اور فحاشی کی ترغیب دی جا رہی ہو ۔

حج کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا :

"تمہارا خوُن، تمہارا مال، تمہارے حقوق اور تمہارا ننگ و ناموس ایک دوسرے پر حرام ہے ـــــ اے لوگو! آخر تمہیں بارگاہِ ایزدی میں پیش ہونا ہے ۔ وہاں تمہارے کردار کی باز پُرس ہوگی ۔ اے لوگو! تمہارے مُلازم، جو خود کھاؤ وہی انہیں کھلاؤ ۔ جو خود پہنو، وہی اُنہیں پہناؤ ۔ جو لڑکا باپ کے سوا کسی دُوسرے خاندان کا دعویٰ کرے ۔ اس پر خُدا کی لعنت ہے ۔ عورت شوہر کی اجازت کے بغیر اُس کا مال صرف نہ کرے ۔ قرض اَدا کئے جائیں ۔ اُدھار لی ہوئی چیزیں واپس کی جائیں ۔

اے لوگو! تم سب کا خُدا بھی ایک ہے تم سب کا باپ بھی ایک ہے ۔ لہٰذا کسی عربی کو کسی عجمی پر، کسی عجمی کو کسی عربی پر، کسی سُرخ کو کسی سیاہ پر، کسی سیاہ کو کسی سُرخ پر کوئی پیدائشی برتری حاصل نہیں ۔ ہاں افضل وہی ہے جو نیکی اور حسُن سلوک میں زیادہ ہو ۔ ہر مُسلمان دُوسرے مسلمان کا بھائی ہے ـــــ اے لوگو! میرے بعد کوئی نبی نہیں نہ میرے بعد کوئی اُمت ہے ۔ پس تم سب اللہ کی عبادت کرو، نماز پنجگانہ کی پابندی کرو ۔ رمضان کے روزے رکھو ۔ خوش دِلی سے اپنے مال کی زکوٰۃ نکالو ۔ اللہ کے گھر کا حج کرو ۔ اے لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں کہ اگر تم نے اُسے مضبوطی سے پکڑے رکھا ۔ تو تم کبھی گمراہ نہیں ہوگے ۔ وہ چیز اللہ کی کتاب اور میرا راستہ ہے۔"